اُردو کے چند پُرتگالی شعرا

عبدالسعید

ABSTRACT:

The Western Nations strived very hard to emboss their supremacy on the subcontinent Indopak in different spans of period. The Purtagese have enjoyed the predominance among the other visitors .In the last decades of 15th Century a Purtagese traveler named Wasco de gamma landed the Indian coasts at Kaali Cutt. When he turned his back after spending a luxurious period in rich India, he narrated the dreamy days like that of in Arabian Knights about prosperity of India and the golden chances for business and trade. So their business class turned to India for earning a lot of profit. In this way they availed themselves of learning various languages of India. Likewise the Indian people made best of Purtagese Language. So this mutual interaction brought forth the personalities from the Purtagese who got expertise to an extent that they were inclined to experiencing Urdu poetry in accordance with their creative intellect and proved to be a valuable addition to the literary heritage of Urdu Verse. Some of the literary achievements are narrated as under ....

1) Hakim Don Ellis De Sylva "Fitrat"

2) Louis "Da Casta"

3) Joseph Manuel " Joseph"

4) Hakim Don Augustine De Sylva "Maftoon"

5) Hakim Ilyas Pedro De Sylva "Ibrat"

Some of the poets are distinctively prominent and their creative works are fully decorated with the qualities and traditions of the Native Indian

Poets.

سرزمینِ ہندوستان پر مختلف ادوار میں جن مغربی اقوام نے اپنا مذہبی ،تجارتی اور سیاسی تسلّط قائم کرنے کی کوشش کی اُن میں اہلِ پرتگال کو سبقت حاصل ہے۔ پندرھویں صدی کے اواخر میں ایک پرتگالی سیاح واسکوڈے گاما ہندوستان کے ساحل کالی کٹ پر اترا اور کچھ عرصہ یہاں گزارنے کے بعد وطن واپس گیا تو اُس کی زبانی ہندوستان کی معاشی آسودگی کے قصے سن کر دوسرے پرتگالی تاجر بھی ہندوستان کا رخ کرنے لگے۔اِس صورت حال کے باعث اُنھیں ہندوستانی زبانوں سے آشنا ہونے کا موقع ملا اور اہلِ ہندوستان پرتگالی زبان سے مستفید ہوئے۔ اِس باہمی اختلاط سے بعض پرتگالی باشندوں نے اردو زبان پر اس قدر دسترس حاصل کر لی کہ طبعِ موزوں کی مناسبت سے شعر گوئی کی طرف مائل ہوئے اور اپنی تخلیقی بساط کے مطابق اردو زبان کے شعری سرمائے میں اضافہ کرتے رہے۔اُن میں حکیم ڈان الیس ڈی سلوا فطرتؔ، لوئیس ڈی کاسٹاؔ،جوزف مینول جوزفؔ،حکیم ڈان آگسٹین ڈی سلوا مفتوںؔ اور حکیم الیس پیڈرو ڈی سلوا عبرتؔ ایسے شعرا ہیں جن کی شاعری میں ہندوستانی اسالیبِ شعر کی جملہ خوبیاں نظر آتی ہیں۔

ا۔حکیم ڈان الیس ڈی سلوا فطرتؔ(۱۷۸۲---۱۸۴۵ء) Hakim Don "Fitrat" EllisDe Sylva

ڈان الیس ڈی سلوا فطرتؔ ۱۷۸۲ء میں پیدا ہوئے۔[۱] اُن کا تعلق جے پور میں مقیم ڈی سلوا خاندان سے تھا۔ پیشے کے لحاظ سے طبیب تھے اور عام طور پر حکیم خرد مند کہلاتے تھے۔[۲] سائنسی علوم کے علاوہ ادب سے بھی گہرا لگاؤ رکھتے تھے۔اُنھیں ڈی سلوا خاندان کا پہلا اردو شاعر ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔اُن کی اردو زبان پر دسترس اور شعر گوئی پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے شفقت رضوی نے لکھا ہے:۔

> ’’اپنے شوق کی بنا پر اردو میں کامل دستگاہ حاصل کی۔بلند ذوقِ شعری رکھتے تھے۔محاوروں کے برمحل استعمال سے خوب واقف تھے۔مشرقی روایات پر جان دیتے تھے۔‘‘[۳]

فطرتؔ نے ۱۸۴۵ء میں وفات پائی اور آگرہ میں دفن ہوئے۔[۴] اُن کے صرف چار شعر بطور نمونہ دستیاب ہوئے ہیں۔ان اشعار میں محبوب کے ہجر و وصال اور جور و جفا کے حوالے سے روایتی موضوعات نمایاں ہیں۔البتہ اندازِ بیاں اور تراکیب کا استعمال خوب ہے۔

دردِ فرقت سے ترے * شیدا جو گرمِ نالہ تھا
ہر ستارا پھر لبِ افلاک پر بت ہالہ تھا

....

جو شب کو خواب میں آیا وہ چشمۂ حیواں
بہائے چشم نے رو رو کے خواب میں دریا

....

قاتل نے مجھ کو غوث کا کیا مرتبہ دیا
سر ہے کہیں، بدن ہے کہیں، دست و پا کہیں

....

دل کو چھیدا، سینہ چیرا، کاٹ سر، باندھے ہیں ہاتھ
تیر نے، خنجر نے، تیغ و طُرّۂ طرّار نے [۵]

*یہ لفظ غالباً ''تراشیدہ'' ہے اور کاتب نے غلطی سے ''ترے شیدا'' لکھا ہے۔شفقت رضوی نے بھی اپنی تالیف میں اسے ''تراشیدہ'' تحریر کیا ہے۔[۶]

۲۔لوئیس ڈی کاسٹا Louis " Da Casta"

لوئیس ڈی کاسٹا کا تعلق اہلِ پرتگال سے تھا اور وہ کلکتہ میں قیام پذیر تھے۔اُن کی تاریخِ پیدائش و وفات تو معلوم نہیں ہوسکی لیکن اخبار ''جامِ جہاں نما'' شمارہ ۲۰۱ مورخہ ۱۱۸پریل ۱۸۲۷ء میں شامل اُن کی ایک غزل [۷] اور چرچ مشن پریس کلکتہ سے ۱۸۲۹ء میں شائع کی گئی ان کی ایک کتاب ''لب التواریخ'' [۸] سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اُن کے زمانۂ حیات کا غالب حصہ انیسویں صدی کے نصف اول پر محیط ہوگا۔ اس لحاظ سے انھیں ڈی کاسٹا خاندان کا پہلا اردو شاعر بھی کہا جاسکتا ہے۔ وہ ہندوستان کے صوبہ جات بنگال، بہار اور اڑیسہ کے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس تھے۔ عجز و انکسار ان کی شخصیت کا نمایاں پہلو تھا۔ادبی مشاغل کے علاوہ معاشرتی مسائل کو حل کرنے میں بھی خوب دلچسپی لیتے تھے۔ ڈاکٹر ذوالقرنین احمد (شاداب احسانی) نے انھیں اردو کا عمدہ شاعر کہا ہے۔[۹] ذیل کے چند اشعار ڈاکٹر صاحب کی رائے کا روشن ثبوت ہیں۔

کل ہم تمھارے کوچے میں آئے چلے گئے
ہے ہے ہزار اشک بہائے چلے گئے

....

ہو رسائی مجھے گر تا بہ کنارِ دامن
صفحۂ دل پہ کروں ثبت بہارِ دامن
کیوں نہ ڈی کاسٹا ہوں مانؔی و بہزاؔد حیران
اُس نگاریں کا اگر دیکھیں نگارِ دامن

....

مانگتے تجھ سے دوا ہم نہ کبھی اے پیارے
مرضِ ہجر کا جز وصل جو چارہ ہوتا
دجلۂ قہر میں ہم غرق بھلا ہوتے کیوں
ساحلِ مہر کا گر ہم کو سہارا ہوتا [۱۰]

۳۔جوزفؔ مینول جوزفؔ Joseph Manuel "Joseph"

جوزفؔ مینول صاحبِ دیوان شاعر تھے۔اُن کا دیوان ’’غنچہء خاطر‘‘ کے نام سے ۱۸۶۸ء میں پٹنہ سے شائع ہوا، چنانچہ یہ کہنا شاید بے جا نہ ہوگا کہ اُن کا عرصہء حیات انیسویں صدی کے ابتدائی چھ سات عشروں سے متعلق ہے۔سو صفحات کے اس دیوان میں ۸۰غزلیں،۱۳رباعیات،ایک مخمس، ایک مسدس، ایک قطعہء تاریخِ دیوان اور چند متفرق اشعار شامل ہیں۔شفقت رضوی کے بقول’’جوزفؔ نے حمایت علی فضیلتؔ سے مشورۂ سخن کیا تھا۔‘‘ [۱۱]

جوزفؔ نے اپنے دیوان’’غنچۂ خاطر‘‘ میں مختلف اصنافِ سخن شامل کر کے جہاں اپنے ہمہ جہت تخلیقی مزاج کو ظاہر کیا ہے وہاں اردو زبان کے مستشرقین شعرا میں اپنی قادرالکلامی کا ثبوت بھی پیش کیا ہے۔اُن کے کلام کا غالب حصہ اگرچہ اردو شاعری کے روایتی موضوعات مثلاً محبوب کے حسن و جمال کی تعریف، ہجر و وصال کی کیفیات، دنیا کے غموں کا تذکرہ اور عشقِ مجازی کے معاملات پر مشتمل ہے لیکن فنی محاسن اور زبان و بیان کے لحاظ سے لائقِ داد ہے:

رقم میں نے کیا ہے وصف کس کے روئے تاباں کا
بنا ہے آفتابِ حشر مطلع میرے دیواں کا

....

اُس کو ہمائے اوجِ سعادت کہیں گے ہم
جو تیرے دامِ زلف میں پھنس کر نکل گیا
رُخسار رشکِ مہر تہہِ زلف مشک فام
اِک چاند تھا کہ ابر میں آ کر نکل گیا

....

دن رات میں نے دل سے کیا عجز و انکسار
بدلے میں اُس کے گالیاں تجھ سے سنا کیا

....

آب و طعامِ ہجر میں جوزفؔ کہاں نصیب
غم کھایا اور خونِ جگر کو پیا کیا

....

آرزو دل کی یہی ہے دلربا آ جائے اب
کون ساری عمر اُس کے ہجر کا غم کھائے اب

....

حِنا ہاتھوں میں تیرے دیکھ کر دل سے صدا نکلی
شفق سے پنجۂ مرجاں ملائے جس کا جی چاہے

....

کبھی دکھاتے ہو منہ اور کبھی چھپاتے ہو
سہے گا کون تمھارا یہ ظلم اور بیداد

....

تری شکل و شمائل کو کہاں یوسفؑ پہنچتا ہے
کہ ہے تُو اک طرف اوراک طرف ساری خدائی ہے

(قطعہ)

ان دنوں غیر پہ جو لطف و کرم دیکھتے ہیں
ہے جو شیدائی تمھارا اُسے کم دیکھتے ہیں
ہم سے رہتا ہے بگاڑ اور رقیبوں سے ملاپ
یہ تو دشمن بھی نہ دیکھے گا جو ہم دیکھتے ہیں

(مسدس)

کبھی کوچے میں ترے پھرتا ہوں میں اے قاتل   کبھی گلزار میں جاتا ہوں کہ بہلے مرا دل
وصل ممکن ہی نہیں ہے جو رہے تُو غافل   یہی کرتا ہوں دعا ہووے تمنا حاصل
پھینک دوں گا میں اُسے چیر کے پہلو اپنا
تجھ پہ قابو نہیں دل پرتو ہے قابو اپنا

....

جز درد و غم کے مجھ کو نہ راحت کبھو ملی
دنیا ہمارے واسطے عشرت سرا نہیں

....

مجھے منظور تھا منصور کے مانند مر جانا
کہو تو سرکشی ہم دار سے کرتے تو کیا کرتے ۱۲

جوزفؔ بعض اشعار کے پہلے مصرعے میں اپنے لیے ''مجھ کو'' یا ''مجھے'' استعمال کرتے ہیں تو اُنھی اشعار کے دوسرے مصرعے میں ''مجھ کو'' یا ''مجھے'' کے مقابل ''ہمارے'' یا ''ہم'' استعمال کرتے ہیں۔اس عیب کو معائبِ سخن میں شترگربہ کہا جاتا ہے۔ ۱۳ اوپر پیش کیے گئے آخری دو اشعار میں یہ عیب موجود ہے۔

۴۔حکیم ڈان آگسٹین ڈی سلوا مفتوںؔ (۱۸۲۱---۱۸۵۶ء)

Hakim Don Augustine De Sylva "Maftoon"

حکیم ڈان آگسٹین ڈی سلوا مفتوںؔ،حکیم ڈان ایلس ڈی سلوا فطرتؔ کے بیٹے تھے۔وہ ۱۸۲۱ء میں پیدا ہوئے ۱۴ اور ابتدائی تعلیم وتربیت کی تکمیل کے بعد اپنے خاندانی پیشے طب سے وابستہ ہوگئے۔اردو زبان میں شعرگوئی کا ذوق انھیں ورثے میں ملا تھا چنانچہ عنایت علی ماہؔ کی شاگردی نے اُس میں مزید نکھار پیدا کردیا۔ڈاکٹر انور سدید نے لکھا ہے ''اپنے قیامِ آگرہ کے دوران وہ اردو شاعری کی طرف آئے اور غزل کے روایتی موضوعات کو صفائی سے پیش کرنے لگے۔'' ۱۵

۱۸۵۶ء میں جب مفتوںؔ کا انتقال ہوا تو اُن کی عمر صرف ۳۵ برس تھی ۱۶ لیکن اس مختصر عرصۂ حیات میں انھوں نے جو شعری سرمایہ اردو زبان کی نذر کیا ہے وہ فنی وفکری حوالے سے بہت عمدہ ہے۔مشکل قافیہ،ردیف استعمال کر کے اعلیٰ درجے کے اشعار کی تخلیق نہ صرف اُن کی زبان اور فن پر دستگاہ کی مظہر ہے بلکہ اُن کی شاعرانہ عظمت میں اضافہ کرنے کا باعث بھی ہے۔ذیل کے چند اشعار ان خوبیوں کے عکاس ہیں:۔

نکالوں کس طرح پہلو سے ٹکڑا اس کے پیکاں کا
کہ مدت میں گزر دل میں ہوا ہے آ کے مہماں کا*

....

کس جا پہنچ کے آہ تھکی دیکھیے نصیب
جس وقت رہ گیا فلکِ پیر ہاتھ بھر
رنگِ حنا میں بوئے وفا کا نہیں ہے نام
مفتوںؔ کے خوں میں او بتِ بے پیر ہاتھ بھر ۱۷

....

عجب تیرے کُشتے کا دیوانہ پن ہے
نہ ثابت لحد ہے نہ تارِ کفن ہے

....

خراب مٹی ہے تڑپے ہے ہجرِ یار میں روح
نہ دل ہے قابو میں اپنا نہ اختیار میں روح

تم آؤ بالیں پہ تو اس عذاب سے چھوٹیں
لبوں تک آ نہیں سکتی ہے انتظار میں روح

....

اشکِ خونی ہیں کہاں نوکِ مژہ پر مفتوںؔ
پھل یہ برچھی کے نظر آتے ہیں اور تیر کے پھول ۱۸

* یہ مصرع شفقت رضوی ۱۹ اور ڈاکٹر انور سدید ۲۰ نے یوں لکھا ہے:۔

ع کہ مدت سے گزر دل میں ہوا ہے آج مہماں کا

۵۔حکیم الیس پیڈرو ڈی سلوا عبرتؔ Hakim Ilyas Pedro De Sylva"Ibrat"

حکیم الیس پیڈرو ڈی سلوا عبرتؔ، جان ڈی سلوا (John De Sylva) کے بیٹے تھے اور جے پور میں مقیم تھے۔اُن کا سنِ پیدائش اور وفات تو معلوم نہیں ہو سکا البتہ رام بابو سکسینہ ۱۹۱۲ء کے زمانے میں اُن کی عمر ۸۰ برس کے قریب بتاتے ہوئے لکھا ہے:۔

> "In 1912 when Charlie Luckstead, my informant, met him at Jaipur. He was about 80 years of age, and gave him a ghazal in his own handwriting composed at Jaipur, at the request of Charlie Luckstead." 21

اس سے یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ وہ انیسویں صدی کی چوتھی دہائی میں پیدا ہوئے ہوں گے۔عبرتؔ اردو، فارسی اور عربی میں خوب مہارت رکھتے تھے اور شفقت رضوی کے بقول:''ان زبانوں میں شعر کہتے تھے۔'' ۲۲ اُن کی صرف ایک اردو غزل دستیاب ہوئی ہے۔ یہ غزل مجموعی طور پر فن اور فکر کا عمدہ نمونہ ہے لیکن اس کے مقطع کا پہلا مصرع لفظ ''رنگ'' پر بے وزن معلوم ہوتا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:۔

بہ عزمِ قتل سر پر آ ہی پہنچا ناگہاں قاتل
عجب ہے یوں ہوا کہنے سے کس کے بدگماں قاتل
بروزِ حشر مجھ کو کون بسمل تیرا سمجھے گا
سند کے طور پر مجھ کو تُو دے اپنا نشاں قاتل
نظر آتی نہیں ہے خیر جاں کی کر مدد یاربّ
کمر بستہ ہوا پھر آج بہرِ امتحاں قاتل
کسی کے صندلیں رنگ پر ہماری جان جاتی ہے
ہوا ہے بے وجہ عبرتؔ کا رنگِ زعفراں قاتل ۲۳

مآخذ:

(1) Saksena, Ram Babu, ***Eureopean & indo European Poets of Urdu & Persian***, (Lucknow: Newul Kishore Press 1941), 155

(۲) شفقت رضوی، **اردو کے یورپین شعرا** (کراچی: موڈرن پبلی شرز، اشاعتِ اوّل، ۱۹۸۱ء) ص ۸۸

(۳) ایضاً ، ص ۸۸،۸۹

(۴) ایضاً ، ص ۸۹

(5) Saksena, Ram Babu, ***Eureopean & indo European Poets of Urdu & Persian, Urdu Portion***, (Lucknow: Newul Kishore Press 1941), 126

(۶) شفقت رضوی، **اردو کے یورپین شعرا** (کراچی: موڈرن پبلی شرز، اشاعتِ اوّل، ۱۹۸۱ء) ص ۸۹

(۷) ایضاً، ص ۹۷

(۸) شانتی رنجن بھٹا چاریہ، ''بنگال کے انگریز مصنفین اردو''، مشمولہ، سہ ماہی، **افکار**، برطانیہ میں اردو ایڈیشن (کراچی: ۱۹۸۱ء) ص ۸۹

(۹) ذوالقرنین احمد شاداب احسانی، ڈاکٹر، کوئن فراسو-حیات و خدمات بحوالہ خصوصی قصۂ عشق افزا (کراچی: انجمن ترقی اردو، اشاعت اوّل، ۲۰۱۰ء) ص ۴۷

(10) Saksena, Ram Babu, ***Eureopean & indo European Poets of Urdu & Persian, Urdu Portion***, (Lucknow: Newul Kishore Press 1941), 147,148

(۱۱) شفقت رضوی، اردو کے یورپین شعرا (کراچی: موڈرن پبلی شرز، اشاعتِ اوّل، ۱۹۸۱ء) ص ۸۶

(12) Saksena, Ram Babu, ***Eureopean & indo European Poets of Urdu & Persian, Urdu Portion***, (Lucknow: Newul Kishore Press 1941), 141 to 147

(۱۳) ثاقبؔ، احسان اللہ، شاعری کرنا سیکھیں (لاہور: کانٹی نینٹل سٹار پبلشرز، طبع اوّل، ۲۰۱۳ء) ص ۳۴۳

(۱۴) ذوالقرنین احمد شاداب احسانی، ڈاکٹر، کوئن فراسو-حیات و خدمات بحوالہ خصوصی قصۂ عشق افزا (کراچی: انجمن ترقی اردو، اشاعت اوّل، ۲۰۱۰ء) ص ۷۳

(۱۵) انور سدید، ڈاکٹر، اردو ادب کی مختصر تاریخ (لاہور: عزیز بک ڈپو، طبع سوم، ۱۹۹۸ء) ص ۲۳۸

(۱۶) شفقت رضوی، اردو کے یورپین شعرا (کراچی: موڈرن پبلی شرز، اشاعتِ اوّل، ۱۹۸۱ء) ص ۸۹

(۱۷) صابر دہلوی، قادر بخش، مرزا، تذکرہ گلستان سخن، مرتبہ، خلیل الرحمان داؤدی، جلد دوم (لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، طبع اوّل، ۱۹۶۶ء) ص ۳۷۶، ۳۷۷

(۱۸) شفقت رضوی، اردو کے یورپین شعرا (کراچی: موڈرن پبلی شرز، اشاعتِ اوّل، ۱۹۸۱ء) ص ۸۹

(۱۹) ایضاً، ص ۸۹

(۲۰) انور سدید، ڈاکٹر، اردو ادب کی مختصر تاریخ (لاہور: عزیز بک ڈپو، طبع سوم، ۱۹۹۸ء) ص ۲۳۸

(21) Saksena, Ram Babu, ***Eureopean & indo European Poets of Urdu & Persian***, (Lucknow: Newul Kishore Press 1941), 161

(۲۲) شفقت رضوی، اردو کے یورپین شعرا (کراچی: موڈرن پبلی شرز، اشاعتِ اوّل، ۱۹۸۱ء) ص ۹۶

(23) Saksena, Ram Babu, ***European & indo European Poets of Urdu & Persian, Urdu Portion***, (Lucknow: Newul Kishore Press 1941), 129